یہ اس دور کا المیہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت اور عظمت سے بے بہرہ ہو چکا ہے

کائنات نے نور سے نار اور پھر خاک تک تنزل اختیار کیا تو آدم کی تخلیق ہوئی

انسان اپنے مادی جسم ہی کو اصل حقیقت سمجھتا ہے حالانکہ اس کے اندر ملکوتی روح بھی موجود ہے

اگر انسان اپنی حقیقت پہچان لے تو اسے معرفت رب حاصل ہو سکتی ہے

خود قرآن کریم میں "بظاہر نظر" انسان کی حقیقت کے بارے میں تضادات موجود ہیں۔

ایک طرف اسے مسجود ملائک' خلیفۃ اللہ' اور اشرف المخلوقات قرار دیا گیا ہے تو دوسری طرف ناانصاف' کمزور' کم ہمت اور جلد باز کہا گیا

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۸ جنوری ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : فرقان دانش خان

حمد و ثناء تلاوتِ آیات اور ادعیۂ ماثورہ کے بعد فرمایا : دور حاضر کا اصل المیہ یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت اور حقیقت حیاتِ انسانی سے نہ صرف بے بہرہ ہو چکا ہے بلکہ اعلیٰ علمی سطح پر ان حقائق کی نفی کرتا ہے۔ اور جدید مغربی افکار کے زیر اثر اپنے آپ کو محض حیوان سمجھتا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ شرف انسانیت سے مستعفی ہو چکا ہے۔ لسان العصر اکبر الہ آبادی نے اس کو یوں بیان کیا ہے ؎

کہا منصور نے خدا ہوں میں
ڈارون بولا بوزنا ہوں میں
ہنس کے کہنے لگے مرے اک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

لیکن یہ مسئلہ ہنس کر ٹالنے والا نہیں ہے۔ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اصل حقیقت کیا ہے' منطقی طور پر یہ سوالات سامنے آتے ہیں کہ منصور کی بات صحیح ہے یا ڈارون کی' اور اگر حقیقت ان دونوں کے مابین ہے تو وہ کیا ہے؟ یا دونوں باتیں صحیح ہیں تو کسی اعتبار سے درست ہیں۔ خود قرآن کریم میں "بظاہر نظر" انسان کی حقیقت کے بارے میں شدید تضادات موجود ہیں۔ قرآن میں انسان کے چار اوصاف کے مقابلے میں چار خامیاں بیان کی گئی ہیں۔ ایک طرف قرآن کہتا ہے کہ انسان مسجود ملائک ہے' خلیفۃ اللہ ہے' اللہ نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے اور اسے ساری مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے۔ لیکن دوسری طرف قرآن کہتا ہے (۱) انسان بہت ناانصاف' ظالم اور جاہل ہے (۲) انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے (۳) انسان بہت کم ہمت پیدا کیا گیا ہے۔ (۴) جلد بازی انسان کی سرشت میں رکھی گئی ہے۔ البتہ قرآن میں ایک مقام پر اس تضاد کو resolve کر کے اس تضاد کا رشتہ واضح کر دیا ہے :

"ہم نے انسان کو پیدا کیا تھا بہترین ساخت پر اور پھر اسے لوٹا دیا نچلوں میں سب سے نیچے"۔
(التین : ۴۔۵)

منبر و محراب

دراصل یہ تضاد نہیں بلکہ انسان کی دو مختلف کیفیتیں ہیں۔ ایک کیفیت میں یہ خلیفۃ اللہ ہے' مسجود ملائک ہے' اشرف المخلوقات ہے جبکہ دوسری حیثیت میں کمزور' کم ہمت' اور جلد باز ہے۔

اس تضاد کو شیخ سعدی نے دوسرے انداز میں رفع فرمایا ہے۔ انہوں نے انسان کی ان دونوں حیثیتوں کو اس کا مستقل حصہ قرار دیا ؎

آدمی زادہ طرفہ معجون است
از فرشتہ سرشتہ وز حیوان

شیخ سعدیؒ کے مطابق آدمی ایک عجیب قسم کا مرکب ہے۔ اس میں ایک فرشتہ بھی موجود ہے اور حیوان بھی موجود ہے۔ قرآن اس مسئلہ کو ایک اور طرح سے حل کرتا ہے۔ سورۂ حشر میں ارشاد ہے : ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ﴾ (آیت ۱۹) "ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو سزا کے طور پر اللہ نے ان کو اپنے آپ سے غافل کر دیا"۔

اپنے آپ سے غافل کرنے کا مطلب کیا ہے کیونکہ آدمی اپنے جسم کے تقاضوں سے تو کبھی بھی غافل نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا جسمانی وجود کے علاوہ ایک معنوی وجود اور ہے جسے روحانی وجود کہتے ہیں۔ اپنشد کا ایک جملہ ٹھیک اسی آیت قرآنی کی تعبیر ہے وہ کہتا ہے کہ: "انسان اپنی جہالت میں اپنے آپ کو ان مادی غلافوں سے تعبیر کر بیٹھتا ہے جن میں اس کی اصل خودی لپٹی ہوئی ہے"۔

دراصل انسان اپنی حماقت میں اس جسم کے بارے میں سمجھ بیٹھتا ہے کہ یہ میں ہوں جبکہ یہ مادی جسم انسان کی اصل حقیقت نہیں ہے بلکہ انسان کی اصل معنوی حقیقت جسم کے اس خول میں لپٹی ہوئی ہے۔ پس مذکورہ بالا آیت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ ایک طرف کائنات کے مادی خول کو چیر کر اللہ کی ذات کو دیکھو' دوسری طرف اپنے وجود میں جسم کے اس خول کو چیر کر اپنی معنوی حقیقت کو پہچانو!

اب آیئے کائنات اور زندگی کی تخلیق کے مرحلے کو جدید سائنسی نظریات اور قرآن کے امتزاج سے سمجھتے ہیں۔ ابتداء میں اللہ نے ایک حکم "کُن" دیا۔ اس امر "کُن" نے ایک لطیف اور خنک نور کی شکل اختیار کی۔ پھر اس نور سے فرشتے اور انسانی ارواح پیدا کی گئیں۔ چونکہ یہ اس مادی عالم کی تخلیق سے پہلے کی بات ہے اس لئے اس نورانی مخلوق کے لئے زمان (Time) کی کوئی قید نہیں۔ یہ فرشتے اور انسانی ارواح آن واحد میں کھرب ہا کھرب میلوں کا سفر طے کر سکتی ہیں۔ ایک حدیث کے مطابق ان فرشتوں

اور ارواح انسانی کی تخلیق کے موقع پر سب سے پہلے نور محمدیؐ کو پیدا کیا گیا۔ اس کے بعد دوسرے مرحلے میں اس مادی کائنات کی تخلیق ہوئی۔ وہ اس طرح کہ ایک اور حکم "کن" سے اسی نور کے ایک حصے میں دھماکہ ہوا اور حرکت اور حرارت کا ایک طوفان برپا ہوا جسے آج جدید سائنس میں big bang سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اسی نار (حرارت) سے جنات پیدا کئے گئے۔ پھر جب یہ زمین ٹھنڈی ہوئی تو تین عوامل کا ظہور ہوا۔ ایک تو اس زمین پر راکھ یعنی خاک کی تہہ بن گئی۔ دوسرے یہاں سے بخارات اٹھے جنہوں نے بادلوں کی صورت اختیار کرلی۔ تیسرے یہ زمین سکڑی تو اس میں شکنیں اُبھر آئیں جو آج پہاڑوں کی شکل میں موجود ہیں۔ پھر ایک لمبے عرصے تک اس زمین پر بارش برسنے کا عمل جاری رہا۔ جس کے باعث زمین پر پانی اور خاک کے ملاپ سے کیچڑ میں حیاتِ ارضی کا آغاز ہوا۔ اس حیاتِ ارضی نے ارتقائی مراحل طے کر کے صدیوں میں "حیوانِ آدم" کی شکل اختیار کی۔ مرزا عبدالقادر بیدل کا ایک شعر اس حقیقت کی بڑی خوبصورتی سے عکاسی کرتا ہے ؎

ہر دو عالم خاک شد تا بست نقش آدمی
اے بہار نیستی از قدر خود ہوشیار باش

کہ یہ پورا عالم جب خاک کے درجے تک نیچے اتر آیا۔ یعنی نور سے نار کے مراحل طے کرتا ہوا خاک کے درجے تک پستی کو پہنچا تو اس خاک سے آدمی کی تخلیق ہوئی۔ اس لئے اے انسان اپنی حقیقت کو پہچان کہ تجھے وجود میں لانے کے لئے کائنات نے کتنا تنزل اختیار کیا۔

جب حیوانِ آدم بن گیا تو اللہ نے اس میں سے ایک آدم کو منتخب کرکے اس میں فرشتوں کی ہم پلہ بلکہ ان سے بھی افضل "روح انسانی" کو پھونک دیا۔ اور اب' ایک صحیح حدیث کے مطابق رحم مادر میں ایک خاص مرحلے پر انسان کی وہ "روح" لا کر اس کے جسد کے ساتھ شامل کردی جاتی ہے چنانچہ اس روح کو زندگی کہنا درست نہیں کیونکہ زندگی تو کتے اور بلی میں بھی ہے جبکہ انسان کا روحانی وجود ایک مکمل' مستقل اور علیحدہ وجود ہے۔ گویا انسان جسم' جان اور روح کا مرکب ہے اور قرآن سے پتا چلتا ہے کہ اس روح کا مسکن قلب انسانی ہے۔ یہ روح دیکھتی بھی ہے سنتی بھی ہے اور عقل بھی رکھتی ہے' ہمارے جسم کی آنکھ' دماغ اور کان تو اس حیوانی وجود کے آلات ہیں۔ ان کے دیکھنے' سننے' سوچنے کا روح سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ سننے' دیکھنے اور سمجھنے کی صلاحیت تو جانوروں میں بھی ہے۔ لیکن جانوروں کو روحانی وجود نہیں دیا گیا۔ اس روحانی وجود کی وجہ سے انسان فرشتوں سے بھی برتر

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

آثار قیامت

حضرت عیسیٰؑ کے نزول کیلئے عیسائیوں کی تیاری

اسرائیل اس موقع سے بھرپور مالی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا

(بحوالہ روزنامہ ڈان' پاکستان اور گارجین نیوز سروس' امریکہ) تلخیص و ترجمہ : سید افتخار احمد

صحیح احادیث کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ایک نہایت اہم واقعے کی حیثیت رکھتا ہے۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام سے متصلاً قبل ایک بہت بڑی جنگ "الملحمة العظمٰی" کا ذکر بھی احادیث میں ملتا ہے جسے بائبل میں "آرمیگاڈان" کا نام دیا گیا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں حالات تیزی سے اس رخ پر بڑھ رہے ہیں۔ عیسائی دنیا بھی نزول مسیح کی شدت کے ساتھ منتظر دکھائی دیتی ہے اور ان کے نزدیک اس صدی کے خاتمے سے قبل ان کا نزول متوقع ہے گویا وہ رواں سال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا تیقن رکھتے ہیں۔ ذیل کے مضمون سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرب قیامت کے واقعات کے حوالے سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے نظریات میں غیر معمولی مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے اور یہ کہ کفر و اسلام کا آخری معرکہ اب کوئی زیادہ دور کی بات نہیں۔ (ادارہ)

القدس کے ڈیوڈ شارد نے تحریر کیا ہے کہ ریاست ٹیکساس میں فورٹ ورتھ کے نزاوس بیپٹسٹ گرجا گھر میں عبادت کے دوران پادری پاسٹر میکائیل ڈین نے ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ بائبل میں مذکور آرمیگڈان (عربی ملحمة العظمٰی) عنقریب شروع ہونے والی ہے۔ اور اس صدی کے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ اس کے خیال کے مطابق دنیا کے خاتمہ سے پہلے عظیم جنگ جس کا دائرہ پوری دنیا (global) پر محیط ہوگا' بالکل تیار ہے۔ اور یہ کہ یہ جنگ خدا کی طرف سے اس کے دشمنوں پر بڑی بھاری ہوگی۔ پاسٹر نے اضافہ کیا کہ اس جنگ سے پہلے تمام نیک انسان جنت کی طرف اٹھا لئے جائیں گے۔ جوڈی لنڈلی نے کہا کہ جنگ ہمارے اردگرد منڈلا رہی ہے' جس کا ثبوت یہ ہے کہ ہمارے پڑوس میں عراق نے بے شمار جنگی ساز و سامان تیار کرلیا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں امن مذاکرات کی ناکامی بھی اس کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس نے یاد دلایا کہ پچھلی دفعہ اس متبرک سرزمین پر عیسائی دنیا کا بڑا معرکہ صلیبی جنگوں کی شکل میں ہوچکا ہے' جس میں وہ تلواروں کے ساتھ لیس تھے' لیکن اس دفعہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مشاہدہ کرنے کے لئے کریڈٹ کارڈز کے ساتھ آرہے ہیں۔ اور اسرائیل اس سیاحت سے بھرپور مالی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس سلسلہ میں چند روز پہلے ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آچکا ہے۔ ڈینور گروہ کے دس افراد' جو اپنے آپ کو بنیاد پرست عیسائی کہتے ہیں' اسرائیل میں وارد ہوئے۔ القدس میں مظاہرے کے دوران ان کے لیڈر مونٹی کم ملر نے اعلان کیا کہ وہ آئندہ دسمبر (دسمبر ۱۹۹۹) میں ہیکل میں اپنی قربانی دیں گے اور تین دن بعد دوبارہ زندہ ہو جائیں گے۔

بنیاد پرست عیسائی اور بنیاد پرست یہودی دونوں نے ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ لیکن عیسائیوں کا خیال ہے کہ یہودی اس موقعہ پر یا تو عیسائی بن جائیں گے یا پھر ختم ہو جائیں گے۔ ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے لئے لازمی طور پر مسجد اقصیٰ کو مسمار کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں کئی دفعہ کوشش بھی ہوچکی ہے۔ کورن برگ کا خیال ہے کہ عیسائی اپنے ٹائم ٹیبل کے مطابق یہ کام کر گزریں گے۔ اسرائیل کے عیسائی گرجا گھروں کے سربراہ اری مور کے مطابق اسرائیلی حکومت نے القدس میں نگرانی سخت کردی ہے' لیکن وقت آنے پر یہ سب ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ ویٹی کن پر عیسائی دنیا کی طرف سے سخت دباؤ ہے کہ وہ القدس کے پرانے شہر میں اس مقبرہ کا' جہاں عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی' ایک دروازہ زائرین کے لئے کھول دیں۔

اس سال تمام دنیا سے بے شمار عیسائی زائرین القدس آرہے ہیں۔ ان کی تعداد اتنی ہے کہ اگر متبرک جگہ ۱۲ گھنٹے روزانہ کھلی رہے اور ایک زائر صرف ۳ منٹ وہاں قیام کرلے تو صرف ۷ لاکھ افراد عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب اس مقدس مقام کی زیارت کرسکیں گے۔ لیکن زائرین کی تعداد کا اندازہ اس سے کہیں زیادہ متوقع ہے۔

تنظیمِ اسلامی کی انقلابی دعوت کا نقیب
ماہنامہ
میثاق
لاہور
مدیرِ مسئول
ڈاکٹر اسرار احمد
فی شمارہ ۱۲/ روپے سالانہ زرِ تعاون ۱۲۰/ روپے

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

دنیا امریکہ کی ڈکٹیٹر شپ دل سے قبول کرنے کو تیار نہیں

روس ' بھارت اور چین کے فوجی معاہدے کی تجویز دراصل امریکہ کو بلیک میل کرنے کی کوشش ہے

روس کی اقتصادی بدحالی اس درجہ کو پہنچ چکی ہے کہ غیر ملکی امداد کے بغیر اس کے لئے سانس لینا بھی دوبھر ہے

امریکہ کی عراق پر وحشیانہ جارحیت کے بارے میں روس کا ردعمل دیگر تمام ممالک کے مقابلے میں شدت سے سامنے آیا

مرزا ایوب بیگ ' لاہور

روس کے نئے وزیراعظم پریما کوف نے اپنے بھارت کے دورے کا آغاز اس دھماکہ خیز بیان سے کیا کہ روس بھارت اور چین کے مابین فوجی معاہدہ ہونا چاہئے۔ یہ بیان اتنا اچانک اور بغیر کسی تیاری کے آیا کہ دنیا کے تمام سفارتی حلقے حیران رہ گئے۔ عام طور پر تجزیہ نگار اس رائے کا اظہار کر رہے ہیں کہ روسی وزیراعظم کی یہ تجویز امریکہ کے عراق پر حملے کا ردعمل ہے۔ امریکہ کی عراق پر وحشیانہ بمباری پر روس کا ردعمل دیگر تمام ممالک' جن میں مسلم ممالک بھی شامل ہیں' سے نسبتاً زیادہ شدت سے سامنے آیا ہے۔ یہاں تک کہ روس نے اپنے سفیر امریکہ اور برطانیہ سے احتجاجاً واپس بلا لئے۔ مجوزہ فوجی اتحاد کا بھی اصل مقصد یہ ہے کہ امریکہ کو لگام ڈالی جائے۔ اس رائے کا بھی اظہار کیا جا رہا ہے کہ روسی اژدھا میں پھر جان پڑ رہی ہے اور وہ جلد ہی دوبارہ سپر پاور بن کر امریکی اجارہ داری (Monoply) ختم کر دے گا۔ البتہ راقم کی رائے اس معاملے میں مختلف بلکہ مذکورہ آراء کے بالکل برعکس ہے۔

روسی اپنے بڑوں کے گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکہ کے مقابلے میں سپر پاور بننے اور ہتھیاروں کی دوڑ میں امریکہ کو نیچا دکھانے کا بھوت روسی قیادت کے سر پر ایسا سوار ہوا کہ زندگی کے تمام دوسرے شعبوں کو نظرانداز کر دیا گیا خصوصاً زرعی شعبہ کو بری طرح نظرانداز کر دیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ خلاء کی تسخیر کے معاملے میں روس شروع شروع میں امریکہ سے بھی آگے نکل گیا کیونکہ دونوں سپر طاقتوں کے یہ عزائم تھے کہ وہ خلاء کو بھی جنگی قوت میں اضافے کے لئے استعمال کریں گے۔ سوویت یونین کی قیادت کا خیال یہ تھا کہ جب اس کی جنگی قوت کی ہیبت ساری دنیا پر طاری ہوگی تو اناج اور دوسری ضروریات زندگی خودبخود اس کے پاؤں میں ڈھیر کر دی جائیں گی۔ علاوہ ازیں اس کی اپنی تمام ریاستیں مرکز کے آگے چوں نہیں کر سکیں گی۔ تمام پیداواری وسائل پر حکومتی قبضہ اور انسانوں کی معاشی طور پر مساوی تقسیم ایک غیر فطری' غیر منطقی اور ناقابل عمل نظریہ تھا جسے ٹھونسنے کی قوت سے کوشش کی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آگے بڑھنے اور مسابقت کا فطری داعیہ دم توڑ گیا۔ رہی سہی کسر افغانستان میں عسکری مداخلت نے نکال دی اور سوویت یونین بیسوی صدی کی آخری دہائی سے پہلے ہی کھوکھلا ہو چکا تھا۔

سوویت یونین جب ٹکڑے ٹکڑے ہوا تو روس' جو سوویت یونین کا سب سے بڑا صوبہ اور قوت کا اصل مرکز تھا' وہ اگرچہ سوویت یونین کا جزو تھا لیکن یہ جزو اپنے کل پر بھاری تھا اور دنیا سوویت یونین کو بھی روس کے نام سے

تجزیہ

ہی جانتی تھی۔ روس اپنے سابقہ حریف امریکہ کے آگے دست بستہ امداد کا طالب ہوا۔ امریکہ' جس کی قوت کا اصل سرچشمہ یہودی لابی ہے' روس میں اپنے اثر و رسوخ کے نفوذ کے لئے آگے بڑھا اور اسے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے دروازے پر دستک دینے کو کہا۔ ماضی قریب میں جو حالات سامنے آئے ہیں ان کے مطابق ان دونوں اداروں نے امریکی مفادات کے عین مطابق روس کو جس طرح نکیل ڈالنے کی کوشش کی ہے' فی الحال روس خود کو اس پھندے سے بچانے کا خواہش مند ہے۔ لیکن روس کی اقتصادی بدحالی اس درجہ تک پہنچ چکی ہے کہ غیر ملکی امداد کے بغیر اسے سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا ہے۔

عراق پر امریکی حملے کے فوراً بعد اور ان اطلاعات کے ساتھ کہ عراقی قوت کو مکمل طور پر کچلنے کے لئے امریکہ جلد ہی دوبارہ حملے شروع کرے گا۔ اس پس منظر میں روسی تجویز درحقیقت موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ کو بلیک میل کرنے کی ایک کوشش ہے تاکہ امریکہ روس کی اقتصادی مدد نرم شرائط پر کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ روس یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ چین اور بھارت کسی دفاعی معاہدے میں شریک نہیں ہو سکتے اس لئے کہ بھارت دنیا اور خصوصاً امریکہ کو یہ بتاتا ہے کہ اس کا ایٹمی قوت بننا اور ہلاکت خیز اسلحہ اکٹھا کرنا چین کا توڑ کرنے کے لئے ناگزیر ہے۔ چونکہ بھارت کو بھی اس وقت C.T.B.T. پر دستخط کرنے کے حوالے سے امریکہ سے بعض مطالبات منوانے ہیں للہذا یوں محسوس ہوتا ہے کہ امریکہ کو روس اور بھارت باہمی مشورہ سے بلیک میل کرنا چاہتے ہیں۔

دفاعی ساز و سامان کا سولہ ارب ڈالر کا جو سودا بھارت اور روس کے مابین طے پایا ہے راقم اس سودے کے حجم کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ روس امریکہ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسلحہ کی اتنی بڑی ڈیل سے اس کا اقتصادی بحران کم از کم وقتی طور پر ٹل جائے گا اور بھارت اتنی بڑی قوت بن جائے گا کہ جنوبی ایشیاء میں امریکی مفادات کسی بھی وقت خطرے میں پڑ سکتے ہیں خصوصاً اس کی بحریہ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لئے بھی خطرہ بن جائے گی۔ اور کل کلاں چین اور بھارت میں بھی مفاہمت ہو گئی تو اس علاقے سے امریکہ کا دیس نکالا ہو جائے گا۔ درحقیقت آج کی دنیا خالصتاً مفاد کی دنیا ہے۔ روس کی یقیناً یہ خواہش ہوگی کہ وہ ایک بار پھر سپر پاور بن کر ابھرے اور عالمی معاملات طے کرنے کے لئے اسے بھی اہمیت دی جائے۔ روس کی یہ بھی خواہش ہوگی کہ دنیا میں امریکی اثر و رسوخ میں کمی واقع ہو۔ اور شاید روس کو کسی درجہ میں عراقی عوام سے ہمدردی بھی ہو لیکن روسی وزیراعظم پریما کوف نے جس

اندازمیں روس 'چین اور بھارت کے مابین فوجی معاہدے کی بات کی ہے اور جس تجویز کا چینی قیادت کو بھی اخبارات کے ذریعے علم ہوا ہے وہ درحقیقت صرف امریکہ کو بلیک میل کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اگر امریکہ بلیک میل ہوگیا تو روس اقتصادی فائدہ حاصل کرلے گا اور بھارت C.T.B.T کے معاملے میں اپنی شرائط منوا لے گا اور اگر امریکہ بلیک میل نہ ہوا تو کم از کم روس تو اسی تنخواہ پر کام کرنے پر راضی ہو جائے گا۔

روس اقتصادی لحاظ سے جس قدر کمزور اور ناتوان ہو چکا ہے' اس کا دوبارہ سپرپاور بننا ناممکن تو نہیں لیکن اسے اچھا خاصا وقت لگے گا۔ البتہ امریکہ جو اس وقت قوت کے نشے میں تمام دنیا کو اپنی پیروی کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا اور اپنی بنائی ہوئی سلامتی کونسل کو بھی گھاس نہیں ڈال رہا۔ اسے یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ دنیا کے اکثر علاقوں میں اسی کے خلاف اسٹریجک اتحاد بنانے کی زبردست خواہش موجود ہے۔ دنیا امریکہ کی ڈکٹیٹر شپ کو دل سے قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ ہر علاقے میں اپنے اپنے انداز سے امریکہ سے نبرد آزما ہونے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کہیں گوریلا اور چھاپہ مار کاروائیاں ہو رہی ہیں' کہیں دہشت گردی کا سہارا لیا جارہا ہے یہاں تک کہ مغربی یورپ' جو امریکہ کا فطری حلیف ہے' نے اپنے انداز سے امریکی تسلط سے آزاد ہونے کے لئے پیش رفت شروع کی ہے۔ یورپی ممالک غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ امریکی تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لئے یورپ کو اتحاد کی لڑی میں پرویا جانا چاہئے۔ انہوں نے بڑے سائنسی انداز میں آگے بڑھنا شروع کیا ہے۔ جرمنی اور فرانس اپنی دیرینہ دشمنی کو پس پشت ڈال کر یورپ کے اتحاد کے لئے کوشاں ہیں۔ یورو نامی مشترکہ کرنسی کا اجراء بہت بڑی کامیابی ہے۔ یورپی ممالک کا یہ تعاون ڈالر کو بے قدر اور بے وقف کر سکتا ہے جس سے عین ممکن ہے امریکہ کا یورپ نکالا ہو جائے۔ ایشیا میں جاپان اور چین اقتصادی میدان میں امریکہ کو پے در پے شکستیں دے رہے ہیں۔ اگر اس موقع پر پاک ایران افغانستان کنفڈریشن بن جائے یا کم از کم ایک ایسا مضبوط اتحاد قائم ہو جائے کہ یہ تینوں ممالک آپس میں تمام شعبہ ہائے زندگی خصوصاً دفاعی اور اقتصادی شعبوں میں زبردست تعاون اور ہر قسم کی ٹیکنالوجی کی منتقلی کو آسان بنادیں تو امریکہ کے لئے من مانی کاروائیاں کرنا اتنا آسان نہیں رہے گا۔

بین الاقوامی حالات پر بات ہو رہی ہو تو پاک بھارت تعلقات پر کچھ کہے بغیر رہا نہیں جاسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جنوبی ایشیاء کا امن پاک بھارت کشیدگی کی وجہ سے شدید خطرے میں ہے۔ اگرچہ اس کشیدگی کی بنیادی وجہ بھارت کا کشمیر پر غاصبانہ قبضہ ہے۔ بھارت کی توسیع پسندی کی وجہ سے اس کے دوسرے ہمسائے بھی اس سے نالاں ہیں لیکن صرف چین نے بزور شمشیر اپنا حق وصول کیا ہے۔ باقی ہمسائے کمزور ہونے کی بنا پر دب گئے ہیں۔ البتہ بھارت کے بارے میں پاکستان کی پالیسی شروع سے ہی ناقابل فہم ہے۔ پاکستان کشمیر کو اپنی شہ رگ قرار دیتا ہے' ذرائع ابلاغ سے کشمیریوں پر بھارتی مظالم کی اذیت ناک تصویریں دکھائی جاتی ہیں۔ کشمیر میں رضا کار بھیجنے والی تنظیموں کی پیٹھ ٹھونکی جاتی ہے۔ رائیونڈ کا پل اڑایا جائے یا ریلوے کی بوگی میں بم دھماکہ ہو حکومت اسے بڑے وثوق سے "را" کی کارستانی قرار دیتی ہے۔ لیکن جس روز کشمیری یوم شہداء منا رہے ہوتے ہیں اسی روز لاہور دہلی بس سروس کا اجراء کیا جاتا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جس راستے سے لٹے پٹے قافلے پاکستان داخل ہوئے تھے اس راستے سے جب بذریعہ بس دہلی کے مختلف محکموں کے آفیسرز پاکستان داخل ہوتے ہیں تو پاکستانی آفیسرز صف باندھے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار تھامے یوں کھڑے ہوتے ہیں جیسے لڑکی والے بارات اور دلہا کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ فنکاروں کے تبادلے ہوتے ہیں' مشترکہ فلمسازی ہوتی ہے۔ بھارت میں چینی یا پیاز کم پڑ جائے تو ہم اپنے عوام کے منہ سے چھین کر اس کی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ بھارتی اداکار کو نشان پاکستان کے اعزاز سے نوازا جاتا ہے۔ کرکٹ میچ دھوم دھام سے ہوتے ہیں' اب تو ہم اپنی خواتین کی کرکٹ ٹیم بھی روانہ کر رہے ہیں۔ اس نازیبا حرکت سے تو ہم بھارتی مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہے ہیں۔ اس لئے کہ بھارتی مسلمان کی اس وقت وہاں کے ہندو سے یہی لڑائی ہے کہ اسلامی اور ہندوانہ معاشرت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جب پاکستانی لڑکیاں کھیل دکھا رہی ہوں گی اور تماشائی بھارتی ہندو ہو گا تو یہ لکھنا یا کہنا کس قدر کم دکھائی دے رہا ہے کہ مسلمانوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہو گا۔

بہرحال پاکستان کی بھارت کے بارے میں پالیسی میں تضاد ہے اور ہم منافقت برت رہے ہیں۔ خون کی ہولی اور کرکٹ ایک ہی قوم سے کھیل رہے ہیں۔ گانے اور ناچنے والوں کے متبادل دورے بھی ہو رہے ہیں اور دنیا کے سب سے اونچے مقام پر جنگ بھی ہو رہی ہے۔ جرأت مندی اور اصول پسندی کا تقاضا ہے کہ بھارت کے کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کو بزور شمشیر چھڑایا جائے اور اگر ہم خود کو اس قابل نہ سمجھیں تو اس وقت تک انتظار کریں جب تک اس قابل نہ ہو جائیں کہ ہم بزور بازو اپنا حق حاصل کر سکیں خواہ مخواہ کی چھیڑ چھاڑ اور محض پٹاخہ بازی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ہمیں شہاب الدین غوری کی مثال کو سامنے رکھنا چاہئے جو لڑائی کے میدان میں شکست کے بعد اس وقت تک بستر پر نہ سویا جب تک لڑائی ہی کے میدان میں اس نے اپنی شکست کا بدلہ نہ لے لیا۔ اگر ہم آج کے دور میں یہ ممکن نہیں سمجھتے تو پھر ہمیں نظریاتی سطح پر حملہ کرنا چاہئے جو ان کی ثقافتی یلغار سے کہیں زیادہ مؤثر ہو گا۔ اس لئے کہ نظریاتی سطح پر وہ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ وہ اس لحاظ سے بالکل تہی دست ہیں۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ بھارت کی بھی تو ایسی ہی پالیسی ہے یعنی ثقافتی طائفوں کے تبادلے بھی اور دہشت گردی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دو رخا پن مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ پھر یہ کہ بھارت کا ہدف ہندوستان کو پھر ایک کرنا ہے۔ لہٰذا اسے تو اسی نوعیت کی پالیسی اپنانی ہوگی جبکہ ہمیں اپنا الگ تشخص اور الگ حیثیت برقرار رکھنا ہے۔

حرف آخر یہ ہے کہ پاکستان کو روس بھارت دفاعی معاہدے کا توڑ کرنا ہو' یا اندرونی مسائل سے نبرد آزما ہونا' ہر مسئلہ کا صرف اور صرف ایک ہی حل ہے کہ جس مقصد کے لئے ہندوستان کو تقسیم کر کے پاکستان حاصل کیا گیا تھا اُس مقصد کی طرف بغیر مزید وقت ضائع کئے بڑھا جائے۔ اگر ہم یہ چاہیں کہ اللہ بھی راضی ہو جائے اور دین کے دشمنوں کو بھی ناراض نہ کریں تو یہ ہونی نہیں ہے' بلکہ اللہ کے غضب کو بھڑکانے والی بات ہے۔ ہمیں دنیا اور آخرت میں سرخرو ہونے کے لئے اللہ کافی ہے۔ OO

انجینئر مختار حسین فاروقی کے فکر انگیز مضمون پر مشتمل کتابچہ :

"خیریت تعلم و تعلیم قرآن اور ہماری ذمہ داریاں"

یعنی قرآن حکیم کے سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت و افادیت

مکتبہ انجمن کے زیر اہتمام شائع ہو گیا ہے۔

قیمت فی نسخہ : -/6 روپے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظامِ خلافت

تحریر : فرقان دانش خان

امیر معاویہ ؓ کا بیس سالہ دور خلافت ایک کامیاب دور شمار ہوتا ہے۔ ۴۱ھ میں جب آپ ؓ نے مسند خلافت سنبھالی تو حضرت عثمان ؓ کی شہادت کے بعد سے برسوں کی کشاکش اور مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی کے باعث ملکی نظم و نسق بگڑ چکا تھا۔ اور مملکت اسلامیہ میں ہر طرف بدامنی اور انتشار کا دور دورہ تھا۔ سرحدیں غیر محفوظ تھیں۔ فتوحات کا سلسلہ رک گیا تھا۔ خوارج کی لوٹ مار نے ہر سو خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا۔ حضرت امیر معاویہ ؓ نے سب سے پہلے اندرونی فتنہ و فساد کو سختی سے فرد کیا۔ ملکی سرحدوں کی حفاظت کی طرف توجہ دی۔ فتوحات اسلامی کا سلسلہ از سر نو جاری کیا۔ ملکی انتظام کو بہتر بنایا اور عوام کی فلاح و بہبود کے لئے گوناگوں اقدامات کیے۔ جن کا ذکر حسب ذیل ہے۔

نظام خلافت

حضرت امیر معاویہ ؓ کے زمانہ میں خلافت اسلامیہ موروثی و شخصی حکومت میں بدل گئی تھی جس سے اس کی اصل روح میں تبدیلی تو واقع ہوئی تھی، لیکن اس کا ظاہری ڈھانچہ وہی تھا جو خلافت راشدہ کے دور میں تھا۔

مشیران کار

آپ ؓ کے دور میں خلافت راشدہ کی طرح مہاجرین و انصار پر مشتمل کوئی مجلس شوریٰ نہ تھی، البتہ اس دور کے نامور مدبرین آپ ؓ کے مشیروں میں شامل تھے۔ اور کوئی اہم کام بغیر ان کے مشوروں کے انجام نہ پاتا تھا۔ عمرو بن العاص ؓ، مغیرہ ابن شعبہ ؓ اور زیاد بن ابی سفیان سے آپ صلاح و مشورہ کرتے، آپ ؓ کی کامیابیاں انہی حضرات کی تدبر اور صلاح و مشورہ کا نتیجہ تھیں۔

صوبہ جات کا نظام

امیر معاویہ ؓ کے زمانہ میں صوبوں کی تقسیم اور اس کا نظام وہی رہا جو عہد فاروقی میں تھا۔ امیر معاویہ ؓ کے عہد میں مملکت اسلامیہ دس صوبوں میں منقسم تھی۔

۱۔ شام (جس کے چار فوجی حصے تھے) ۲۔ عراق (عجم بھی اس صوبے میں شامل تھا) ۳۔ بصرہ (جس میں خراسان، بحرین اور سیستان شامل تھے) ۴۔ آرمینا ۵۔ مکہ مکرمہ ۶۔ مدینہ منورہ ۷۔ ہند کا سرحدی علاقہ (مکران وغیرہ) ۸۔ مصر ۹۔ افریقہ ۱۰۔ یمن

محکمہ ڈاک

امیر معاویہ ؓ نے "دیوان البرید" کے نام سے ڈاک کی ترسیل اور خبر رسانی کا باقاعدہ نظام قائم کیا۔ محکمہ کے خبر رساں ایک چوکی سے دوسری چوکی تک تازہ دم گھوڑے بدلتے ہوئے منزل مقصود پر پہنچ جاتے، جس کے باعث ایک مقام کی خبر دوسرے مقام تک جلد پہنچ جاتی تھی۔

سیکرٹریٹ کا قیام

امیر معاویہ ؓ کے زمانے تک اسلامی حکومت میں شاہی فرامین و احکامات کی نقلیں محفوظ رکھنے کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ آپ ؓ نے "دیوان الخاتم" کے نام سے مرکزی اور صوبائی سطح پر باقاعدہ دفاتر (سیکرٹریٹ) کا نظام قائم کیا، جن کے ذمہ سرکاری احکامات کی نقلیں محفوظ رکھنا اور پھر انہیں سربمہر لفافوں میں بند کر کے بھجوانا تھا۔

محکمہ پولیس

آپ ؓ نے ملک میں امن و امان کے قیام کے لئے پولیس کا نظام از سر نو منظم کیا۔ پولیس کی نفری میں اضافہ کیا۔ آپ ؓ کے دور میں کوئی راہ پڑی چیز اٹھانے کی جرأت نہ کرتا تھا تاآنکہ اس کا مالک خود آکر نہ اٹھا لے۔ عورتیں رات کو تنہا اپنے گھروں میں بغیر دروازہ مقفل کئے بے خطر سوتی تھیں۔

حضرت امیر معاویہ ؓ نے پہلی مرتبہ مشتبہ چال چلن کے لوگوں کی نگرانی کا انتظام کیا۔ جرائم پیشہ افراد کے نام ایک رجسٹر میں درج کئے جاتے تاکہ تفتیش و نگرانی میں سہولت رہے۔

وظائف کی تقسیم

حضرت امیر معاویہ ؓ کے دور حکومت میں ہر قبیلہ اور قصبہ میں ناظمین وظائف مقرر تھے، جو گشت کر کے معلوم کرتے کہ کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہو یا کوئی مہمان آیا ہو۔ اگر ایسی کوئی خبر ملتی تو اس کا نام لکھ لیتے اور بیت المال سے اس کے لئے وظیفہ جاری کر دیا جاتا۔

صیغۂ فوج

بری فوج کا نظام حضرت عمر ؓ کے زمانہ ہی میں اتنی ترقی کر گیا تھا کہ اب کسی ترمیم و اضافہ کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ دورِ معاویہ ؓ میں بحری فوج میں نمایاں ترقی ہوئی۔ اگرچہ بحری فوج امیر معاویہ ؓ نے حضرت عثمان ؓ کے دور میں قائم کر دی تھی۔ تاہم امیر معاویہ کے زمانہ میں بحری بیڑا اتنا طاقتور ہو گیا تھا کہ بحیرۂ روم مسلمانوں کی آماجگاہ بن گیا تھا۔ آپ ؓ نے اپنے دور اقتدار میں مصر اور شام کے علاوہ تمام ساحلی علاقوں پر بحری جہاز بنانے کے کارخانے بھی قائم کئے۔ منجنیق کا استعمال بھی پہلی بار آپ ؓ کے دور میں ہوا۔

ذمیوں سے سلوک

امیر معاویہ ؓ جس طرح مسلم رعایا کی خوشنودی حاصل کرنے کو اہم سمجھتے تھے اسی طرح ذمیوں سے نہایت مشفقانہ سلوک روا رکھتے تھے۔ آپ ؓ نے اپنے عہد حکومت میں پہلی بار ذمیوں کو ذمہ دار عہدوں پر تعینات کرنے کی طرح ڈالی۔ حضرت عمر ؓ کے زمانہ میں یوحنا کے گرجے کے پاس ایک مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ امیر معاویہ ؓ نے اپنے دور میں مسجد کی توسیع کی غرض سے گرجے کو مسجد میں شامل کرنا چاہا، لیکن عیسائی راضی نہ ہوئے تو آپ ؓ نے اس خیال کو ترک کر دیا۔ اسی طرح آپ ؓ نے خلافت راشدہ میں ذمیوں سے کئے گئے تمام معاہدوں کی پاسداری کی۔

زراعت کی ترقی

امیر معاویہ ؓ نے زراعت کی ترقی اور پیداوار میں اضافے کے لئے ملک میں جا بجا نہروں کا جال بچھا دیا، جس سے لاکھوں ایکڑ زمین سیراب ہوتی تھی۔ اسی طرح [illegible] کے گرد و نواح میں بند اور تالاب بنوائے، جن سے آبپاشی کا کام لیا جاتا تھا۔

شہروں کی آبادی

امیر معاویہ ؓ نے بعض پرانے شہر دوبارہ آباد کئے۔ چنانچہ شام کا اجڑا ہوا شہر مرعش دوبارہ آباد کیا گیا۔ افریقہ میں ایک نیا شہر قیروان بسایا گیا۔

دینی خدمات

آپ ؓ کے زمانہ میں بہ کثرت مسجدیں تعمیر ہوئیں اور مسافروں کو دور سے مسجد کی موجودگی کے علم کے لئے پہلی بار مینار بنوانے کا آغاز ہوا۔ اسلام کی خاصی اشاعت ہوئی جس کے باعث رومیوں کی بڑی تعداد دائرہ اسلام میں داخل ہوئی۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

نامے میرے نام

محترم و مکرم حافظ عاکف سعید صاحب۔
السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

شریعت بل کے متعلق تنظیم اسلامی کا ایک واضح مؤقف ہے۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان جو اسلام کے انقلابی فکر سے تھوڑی سی بھی آگاہی رکھتا ہو' اس کا مخالف بنے گا۔ لیکن شریعت بل جس انداز میں' جن حالات میں اور جن ہاتھوں سے ہو کر پیش کیا گیا ہے اس سے بل کی بابت بہت سے سوالات ابھرتے ہیں۔ بالخصوص رفقاء تنظیم کی اچھی خاصی تعداد اس کے متعلق قطعاً خوش فہمی کا شکار نہیں۔ میں نے اس بارے میں دو ماہ قبل محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو خط بھی تحریر کیا تھا۔ الحمدللہ امیر محترم نے اس کے مندرجات سے اتفاق فرمایا۔ میرے اس خط میں نواز شریف حکومت اور اس کے خاندان کا شریعت کے نفاذ کے بارے مخلص نہ ہونے کا تذکرہ تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دل کے معاملے کا علم تو اللہ عزوجل ہی جانتا ہے مگر انسان کے اعمال و کردار سے نیت کے متعلق رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ شریف خاندان کے کارخانوں میں کام کرنے والے ان کی ذہنیت سے کماحقہ' واقف ہیں' بالخصوص شوگر ملز کے حالات تو اس بات کے گواہ ہیں کہ ان لوگوں نے کس قدر منافع کمایا ہے۔ حتیٰ کہ بے نظیر دور میں بھی جب ۱۹۹۵ء میں چینی کے ریٹ ۲۲ روپے فی کلو تک جا پہنچے تھے تو پرائیویٹ ملوں کے مالکان نے بے تحاشا منافع کمایا۔ ۱۹۹۰ میں حکومت میں آتے ہی ان صاحب (نواز شریف) نے پہلے پہل شوگر ملز کو ڈی زون کر دیا۔ یعنی اب ملز کی حدود ختم ہو گئیں جو مل جہاں سے چاہے گنا حاصل کر سکتی ہے۔ جس کا نتیجہ اتفاق خاندان کے حق میں یہ ہوا کہ ان کے کارخانے دھڑا دھڑ لگے لیکن گنے کی اچھی اقسام کی کاشت ختم ہو کر رہ گئی جس کا نقصان اب غریب کاشت کار اٹھا رہا ہے۔ بہرحال اگر اس بارے میں تفصیل جاننا چاہیں تو ان کی اور ان کے خاندان والوں کی ملوں میں جا کر حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً اتفاق شوگر ملز ساہیوال' عبداللہ شوگر ملز دیپال پور' برادر شوگر ملز چونیاں' حسیب وقاص شوگر ملز ننکانہ' رمضان شوگر ملز چنیوٹ' چوہدری شوگر ملز گوجرہ' یوسف شوگر ملز شاہ پور' کشمیر شوگر ملز شورکوٹ وغیرہ۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس ملک میں چوری چکاری میں شریف خاندان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ چلیں ابھی تو شریعت بل پاس نہیں ہوا۔ سود کی لعنت ختم کرنا واقعی کوئی آسان نہیں' لیکن اگر یہ مخلص ہوتے تو کچھ اقدام تو کرتے۔ میڈیا کے ذرائع جس قدر بے حیائی پھیلا رہے ہیں اس پر کوئی روک لگانا مشکل نہیں۔ ڈش انٹینا تو دور کی بات ہے STN, PTV کے پروگرام دیکھ لیں۔ اخبارات میں بدکردار پیشے سے وابستہ افراد کا جس طرح تذکرہ ہوتا ہے' اللہ ہی جانتا ہے اس سے کتنے گھروں میں اخلاق کا جنازہ اٹھ رہا ہے۔ اپنے مفاد میں تو انہوں نے سپریم کورٹ پر غنڈوں سے حملہ کرانے کی کسر بھی نہیں چھوڑی۔ ایمل کانسی اور ایاز بلوچ کا امریکہ برآمد کیا جانا اس بات کا مظہر ہے کہ اس حکومت کو اپنے مفاد کے علاوہ کوئی شے قطعاً ایک آنکھ نہیں بھاتی' چاہے وہ ملی غیرت ہی کیوں نہ ہو' تو یہ اللہ کی شریعت کی پاسداری کہاں سے کریں گے۔ یہاں تک میں نے جو تحریر کیا ہے امیر محترم سمیت تنظیم کے مرکزی قائدین اس سے کامل اتفاق کرتے ہیں' اس بات کا مجھے پورا یقین ہے۔ لیکن شریعت بل کے بارے میں جہاں تک میں سمجھا ہوں امیر محترم اس لئے جدوجہد کرتے رہے ہیں کہ ایک مرتبہ سپریم لاء کی ترمیم منظور ہو جائے تو بذریعہ عدلیہ معاشرے میں پائی جانے والی بے حیائی' سود خوری اور دیگر غیر اسلامی رجحانات کا سدباب کیا جا سکتا ہے۔

محترم عاکف سعید صاحب! میری اس تحریر کا مقصد صرف یہ ہے براہ مہربانی ندائے خلافت کے کسی شمارے میں اس بارے وضاحت کر دیں' کیونکہ بالفرض شریعت بل موجودہ شکل میں ہی پاس ہو جاتا ہے تو دھڑا دھڑ عدالتوں میں کیس جائیں گے۔ کیا نفاذ شریعت بذریعہ عدلیہ ممکن ہے؟ میری ناقص رائے میں موجودہ حالات میں اس قسم کی کوئی بھی کوشش ملک میں فساد کا باعث بنے گی۔ کیونکہ ملک میں پائی جانے والی قوت نافذہ ہی شریعت سے مخلص نہیں ہے تو عدالتیں کیا کریں گی۔ اور اس قسم کی کوشش (منافقانہ کوشش) ضیاء الحق بھی کر چکا ہے جس کا نتیجہ قوم اب بھگت رہی ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ شریعت بل سے ملوکیت کا اسلام تو کیا آئے گا قوم کو شریعت سے مزید دور لے جائے گا۔

محترم عاکف سعید صاحب! میرا خیال تھا کہ اس بارے میں اپنے خیالات سمیت امیر محترم سے بالمشافہ ملاقات کروں گا اور ان سے درخواست کروں گا کہ کسی خطاب جمعہ میں اس کے نفاذ عملی کے بارے میں تشکیک رفع کریں۔ چونکہ امیر محترم اب امریکہ روانہ ہو گئے ہیں اس لئے آپ سے درخواست ہے کہ ندائے خلافت میں ہی اس کا جواب دے دیں۔ امید کرتا ہوں میری بے ربط تحریر کے باوجود نفس مضمون سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ بہرحال اختلاف اپنی جگہ دینی فرائض کا جو جامع تصور ہم لوگوں کو امیر محترم کی وساطت سے ملا ہے' عملی طور پر ہم کتنے ہی کمزور کیوں نہ ہوں لیکن اس روحانی فیض کے لئے ہم اللہ عزوجل کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔ تشکر کے یہ جذبات ہمارے دلوں میں امیر محترم کے لئے بھی ہیں۔ دعا ہے کہ پروردگار راہِ حق کی اس جدوجہد میں ان کا دست و بازو بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(وقار احمد' سانگلہ ہل)

☆ ☆ ☆

محترم وقار صاحب! آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ قرآن و سنت کے سپریم لاء ہوتے ہی یکدم تمام برائیاں ختم نہیں ہو جائیں گی' بالخصوص جبکہ حکمران طبقہ بھی شریعت کے نفاذ میں مخلص نہ ہو۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا ہمیشہ یہ مؤقف رہا ہے کہ حقیقی معنوں میں نفاذ شریعت اور اقامت دین کی منزل منہج انقلاب نبویؐ کے مطابق تمام انقلابی مراحل سے گزر کر ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ البتہ قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کی حمایت اس لئے کی جاتی ہے کہ اس طرح پاکستان کم از کم دستور کی حد تک تو کلمہ شہادت ادا کر لے گا' جس کے نتیجہ میں کچھ نہ کچھ خیر ضرور برآمد ہو گا۔ اس لئے یہ کہنا درست نہیں کہ یہ اقدام قوم کو شریعت سے مزید دور لے جائے گا۔ رہی بات نفاذ شریعت بذریعہ عدلیہ تو یہ مرحلہ بظاہر مشکل اور طویل ضرور ہے' ناممکن نہیں۔ بلکہ موجودہ حالات میں واحد ممکن العمل اور محفوظ طریقہ یہی ہے۔ جنرل (ریٹائرڈ) حمید گل نے اسے سافٹ ریولیوشن سے تعبیر کیا ہے' لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب شرعی عدالت کو بااختیار بنا دیا جائے اور پاکستان کے آئین کو مکمل اسلامی دستور بنانے کی غرض سے محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی مجوزہ ترامیم کو منظور کر لیا جائے۔ بصورت دیگر یاد رکھیں آئینی ترمیم کے بعینہٖ نفاذ سے آپ کے بیان کردہ خدشات صحیح ثابت ہو سکتے ہیں۔

خیر اندیش
عاکف سعید

ضروری اعلان

قارئین نوٹ فرما لیں کہ **عید الفطر** کی تعطیلات کی وجہ سے "ندائے خلافت" کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہو گا۔

☆ ☆ ☆

ادارہ کی طرف سے قارئین و احباب کو **عید سعید** کی خوشیاں مبارک ہوں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک "عید آزاداں شکوہ ملک و دیں" کی صورت تبھی پیدا ہو گی جب اس ملک میں نظام خلافت قائم و غالب ہو جائے گا۔

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

ہم تو مائل بہ کرم ہیں مگر.....

تحریر : نعیم اختر عدنان

خالق کائنات اور مالک ارض و سما کی ذات مجسم رحمت و مغفرت ہے۔ اس کی رحمت و مغفرت کے اتنے پہلو ہیں کہ انسانی ذہن ان کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ اسی برحق ذات نے اپنے پسندیدہ اور چنیدہ بندوں میں سے نبی کائنات ؐ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر دنیا کی رشد و ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ پھر حضور رحمت عالم ؐ کے ذریعے ایک کامل ہدایت نامہ بھی عطا فرما دیا جس پر عمل پیرا ہونے سے دنیا و آخرت کی برکات کے خزانے اُگل پڑتے ہیں۔ ان ہی خزانوں میں سے ایک رمضان المبارک کا مقدس و محترم مہینہ اہل ایمان کو عطا کیا گیا تا کہ وہ اپنے رحمان و رحیم رب کی بے پایاں رحمتوں اور برکتوں سے اپنے دامن بھر لیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اس رحمت کو سمیٹنے کے لئے عاشقانِ الٰہی اپنے اپنے ظرف کے مطابق سرگرم عمل ہیں۔ اس سرگرمی کا ایک مرکز قرآن اکیڈمی ہے جسے بجا طور پر قرآنی خانقاہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس قرآنی خانقاہ کے صدر مدرس ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی لازوال و لاریب گنج ہدایت کے فیض کو عام کرنے کی توفیق اور سعادت عطا کر رکھی ہے۔ چنانچہ تنظیم اسلامی کے امیر قرآن کے پیغام ہدایت کو جس دیوانگی اور وارفتگی سے بانٹنے میں لگے ہوئے ہیں ایسے ہی خوش نصیب لوگوں کے لئے شاعر کے یہ الفاظ چسپاں کئے بغیر چارہ نہیں کہ ع "یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"

رحمت ' مغفرت اور نار جہنم سے رہائی کی نویدوں اور بشارتوں والا مہینہ اب اپنے آخری عشرہ کی طرف گامزن ہے۔ وہ مجھے ' آپ کو اور دنیا کے تمام انسانوں کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ "وہ فرشتے جو عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ فرشتے جو ان کے گرداگرد حلقہ باندھے ہوئے ہیں وہ اپنے پروردگار کی تعریف و تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اہل ایمان کے لئے بخشش کی التجا کرتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے تو جن لوگوں نے توبہ کی اور تیری راہ کی پیروی کی ' ان کو بخش دے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما دے۔ اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے نیک ہوں ان کو بھی ' بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔ اور ان کو عذاب سے بچائے رکھنا کہ جس کو تُو اس روز عذابوں سے بچا لے گا بے شک تو نے اس پر مہربانی فرمائی اور یہی بڑی کامیابی ہے" (المومن : ۷ تا ۹)

وہ مہربان ذات جس نے فرشتوں کی یہ ڈیوٹی لگا رکھی کہ وہ توبہ و استغفار کا راستہ اختیار کرنے والوں اور صراط مستقیم کی پیروی کرنے والوں کے حق میں اپنے خالق و مالک سے مسلسل دعا و التجا کریں ' اس کی بندہ نوازی اور کریمی کے کیا ہی کہنے ہیں۔ گویا ہر وقت اور ہر لحظہ انسانوں کے خالق و مالک کی طرف سے "ہم تو مائل بہ کرم ہیں" کی صدا بلند ہوتی رہتی ہے۔ مگر اس صدا پر لبیک کہنے والے سائل ہی اگر خواب غفلت سے بیدار نہ ہوں تو نیکیوں کا موسم بہار اور قرآن کا آب حیات بھی ان کے کام نہیں آ سکتا۔ شاید ایسے لوگوں پر "اب کہ بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے" کا قول صادق آتا ہے۔

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

مسلم ممالک کی اسلام نوازی

طالبان حکام نے حکومت ایران پر الزام عائد کیا ہے کہ وہ تاجکستان کے راستے شمال میں طالبان کے خلاف لڑائی میں شامل فوج کو ہتھیار فراہم کر رہا ہے۔ شمال کے قندوز صوبہ کے گورنر کا کہنا تھا کہ یہ ہتھیار ' جن میں زیادہ تر بارودی سرنگیں ہیں مخالف کمانڈر احمد شاہ مسعود کو تخار صوبہ میں واقع دریائی بندرگاہ اے خانم کے راستے بھجوائے جا رہے ہیں جہاں گیارہ ایرانی اہلکار اس کام کی نگرانی پر مامور ہیں۔ طالبان گورنر نے بتایا کہ احمد شاہ مسعود کو ملنے والے یہ ہتھیار اس امداد کے علاوہ ہیں جو اسے بھارت ' روس اور تاجکستان فراہم کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ احمد شاہ مسعود کا جاسوسی نظام بھارت کا قائم کردہ ہے تاہم انہوں نے کہا کہ موسم سرما کے بعد ہم ان شاء اللہ مسعود کے خلاف بھرپور کارروائی کریں گے۔

نقطہ نظر

خونِ مسلم کی ارزانی!

تحریر : سردار اعوان

"نقطہ نظر" (ندائے خلافت ۷ تا ۱۳/ جنوری) کے کالم میں صفدر بیگ صاحب نے مسلمانوں کے حال پر رونے کی بات کی ہے اور اس کا حل "ایک امیر ' ایک امت" بتایا ہے ' چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ اگر چھوٹا بڑا ہر مسلمان امیر المومنین امارت اسلامیہ افغانستان ' ملا عمر کے ہاتھ پر بیعت کر لے تو مسلمانوں پر اس وقت ذلت و مسکنت کا جو عالم طاری ہے اس سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ آخر میں انہوں نے ملا عمر اور ان کے نائبین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ امت کو کوئی واضح پروگرام دیں۔ صفدر بیگ صاحب کی بات تو معقول ہے مگر ناقابل عمل ہے ' کم از کم مستقبل قریب میں اس کا کوئی امکان دکھائی نہیں دیتا۔ دراصل ہم مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم خصوصاً مذہبی طبقہ بہت زیادہ رجائیت پسند واقع ہوئے ہیں۔ جس طرح آخرت میں جنت صرف ہمارے لئے رکھی ہے اسی طرح دنیا میں بھی ہم چاہتے ہیں کہ کچھ کئے کرائے بغیر پوری دنیا ہماری مطیع ہو جائے۔ بظاہر یہی کہا جا سکتا ہے کہ ایسا ہونا بعید از قیاس ہے ' نسلوں ' گروہوں ' فرقوں ' قوموں ' ملکوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کو کوئی معجزہ ہی ایک قوم بنا سکتا ہے۔ البتہ ہمیں طالبان کی ہر ممکن مدد کرنی چاہئے۔ اسلام کے حوالے سے اس وقت وہ بہترین طرز عمل کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور واقعتاً کفر اور اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں ' لہٰذا طالبان کی مدد ' اسلام کی مدد ہے۔ جہاں تک ملا عمر کی امارت میں امت واحدہ کی تشکیل کا معاملہ ہے اس کی توقع کرنا ابھی قبل از وقت ہے۔ جب تک طالبان ایک مضبوط قوت بن کر عالمی سطح پر اپنا مؤثر کردار ادا کرنے کی حیثیت حاصل نہیں کرتے اس وقت تک ملا عمر کو محض امیر مان لینے سے کچھ نہیں ہوگا اور طالبان اسی صورت میں کوئی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ' جب زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلمان ان کے ساتھ اس جدوجہد میں شامل ہوں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

تحریر : ذیشان دانش خان

انسان اپنی زندگی میں جو بھی اچھے یا برے افعال انجام دیتا ہے وہ اس کے اعمال کہلاتے ہیں۔ انسان کی زندگی میں عمل بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اعمال ہی انسان کو حیوان سے ممتاز کرتے ہیں۔ حیوان جو بھی افعال کرتا ہے وہ اسے جبلی طور پر عطا ہوتے ہیں' لیکن انسان کو اللہ نے جبلت کے ساتھ ساتھ عقل و شعور اور اختیار کی نعمت سے بھی سرفراز فرمایا ہے جبکہ حیوان ان دو نعمتوں سے عاری ہیں انہی دو صفات کی بدولت انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔

اللہ رب العزت نے جب آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی اور فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو "سجدے سے انکار" ہی شیطان کا وہ عمل تھا جس کے باعث وہ اپنے امتحان میں ناکام ہو گیا اور اللہ کی بارگاہ میں مردود اور ملعون ٹھہرا۔ اسی طرح حضرت آدم و حوا علیہم السلام کا شجر ممنوعہ کو چکھنے کا عمل جنت سے نکلنے اور اللہ کی ناراضگی کا سبب بنا۔ بے شک ابلیس اور آدم و حوا علیہما السلام کا عمل صریحاً اللہ کی نافرمانی تھا لیکن دونوں کے عمل میں ایک اعتبار سے زمین آسمان کا فرق تھا ابلیس نے اپنے عمل کو صحیح قرار دیا اور آدم علیہ السلام نے غلطی کا احساس ہونے پر فوراً مغفرت چاہی اور ندامت کا اظہار کیا چنانچہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو معاف فرمادیا اور فرمایا کہ تم اور تمہاری اولاد ایک مقررہ مدت تک اس دنیا میں قیام کرو میں تمہیں (انسانوں کو) آزماؤں گا اور مدت پوری ہونے کے بعد تمہارے اعمال کی بنا پر تمہاری کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ کیا جائے گا۔

دراصل انسان کا عمل اس کی سوچ' فکر اور خواہش کا آئینہ دار ہوتا ہے اگر کسی شخص کا عمل اس کے قول کے مطابق نہ ہو تو قول معتبر نہیں ہوتا۔ جیسے کوئی لڑکا اپنے باپ سے محبت کا دعویٰ کرے کہ مجھے ابا جان سے بہت محبت ہے اور جب باپ اسے کسی کام کو کہے وہ سنی ان سنی کردے' باپ کوئی دوسرا کام کہے اور وہ اس کام کو کرنے کے بجائے محبت کا اظہار کرے تو اس کا یہ دعویٰ محبت بغیر عمل کے بیکار ہے۔ بعینہٖ اگر انسان اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت کا دعویٰ تو کرے لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ کا کوئی حکم نہ مانے تو اس کا مطلب ہے کہ ایمان ابھی تک اس کے دل میں داخل نہیں ہوا چنانچہ انسان کی مادی و روحانی ترقی و تنزلی کا انحصار اس کے اپنے اعمال پر ہے۔

جب تک ہم بحیثیت قوم اپنے عقل و شعور سے کام لے کر اپنے اختیارات کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے تابع نہیں کرتے اس وقت ناکامی' ذلت اور رسوائی ہمارا مقدر بنی رہے گی۔ اور ہم کبھی بھی اپنے پیروں پر کھڑے نہیں ہو سکتے کیونکہ ~

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

قرآن پاک میں بھی جگہ جگہ عمل کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ○ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ○﴾ "اور (قیامت کے دن) جس نے ذرہ برابر بھی نیک عمل کیا ہو گا وہ سامنے آجائے گا۔ اور اگر ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔" دوسری جگہ ارشاد ارشاد ربانی ہے کہ جس کے نیک اعمال وزن میں بھاری ہوں گے وہ دل پسند زندگی میں ہو گا اور جس کے اعمال وزن میں ہلکے ہوں گے اس کی منزل "ھاویہ" ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم "ھاویہ" کیا ہے؟ وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔ (القارعہ)

مطلب یہ کہ اس دارالامتحان میں کیا جانے والا ہر چھوٹے سے چھوٹا عمل انسان کو یا جنت میں لے جائے گا یا جہنم میں۔ فیصلہ انسان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ ناکامی یعنی جہنم کو پسند کرتا ہے یا ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی اور اللہ کی رضا پسند کرتا ہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ~

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

یہاں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ عمل کا نیت سے بہت گہرا تعلق ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور اس کو وہی ملتا ہے جو اس نے نیت کی ہوتی ہے"۔

یعنی ہر عمل خالص اللہ کی رضا کے لئے ہونا چاہئے اگر مقصد شہرت' عزت یا بڑائی ہو گیا تو تمام اعمال منہ پر مار دیئے جائیں گے۔ کیونکہ اخلاص کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی دینی اور دنیوی ثمرات کے اعتبار سے بہت بڑھ جاتا ہے جبکہ بغیر اخلاص کے نہ دنیا میں اس کا کوئی اثر ہوتا ہے نہ ہی آخرت میں کوئی اجر۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"حق تعالیٰ شانہ' تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتے ہیں"۔

کشمیری مجاہدین کا خوف

مجاہدین کے خوف سے راشٹریہ رائفلز کا ایک اعلیٰ کرنل مشرا دل کا دورہ پڑنے سے ہلاک ہو گیا ہے۔ وہ چند روز سے شدید ذہنی دباؤ کا شکار تھا اور راتوں کو اکثر چیخ مار کر اٹھ بیٹھتا تھا۔ اس کی یہ حالت اس دن کے بعد ہوئی جب اچانک لمبی داڑھیوں والے دو مجاہد نمودار ہوئے اور کرنل کے دو ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امریکہ کے شہر سیٹل (Seattle) میں امیر تنظیم اسلامی کے خطبات خلافت

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی سیٹل (Seattle) میں یہ پہلی آمد تھی۔ آپ نے یہاں یکم تا ۶/ دسمبر ۱۹۹۸ء قیام کیا۔ تین روز جنوبی سیٹل میں مسجد جامعۃ المسلمین میں "خلافت۔ کیا' کیوں اور کیسے؟" کے موضوع پر خطاب کیا۔ سامعین میں جنوب' مشرقی ایشیائی' عرب' بھارتی' پاکستانی' امریکی باشندوں کے علاوہ ایک صاحب چیچنیا کے بھی شامل تھے۔ سامعین ڈاکٹر صاحب کے خطاب سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگلے ہی ہفتے باسط بلال کوشل نے اپنا ایک پروگرام رکھ لیا اور اسی مسجد میں

"The Modern Crisis of Religion and post Modern Destiny as Islam"

کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ لوگوں کو بتایا کہ آخری نبی اور اللہ کا کلام آچکا' اب کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا اب دنیا میں دین حق کے دوبارہ قیام کی جدوجہد کا فریضہ انہیں ادا کرنا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا پیدائشی طور پر مسلمان ہونا نہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے' نہ دوسروں کو اِلّا یہ کہ ہم اسلام کا حقیقی عادلانہ نظام قائم کرکے دنیا کو اس کا عملی نمونہ نہیں دکھاتے۔ پروگرام کے شرکاء نے خاصی تعداد میں کتابیں اور کیسٹس خریدے۔ اس کام کو جاری رکھنے کے لئے تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ' وہاں مزید پروگرام رکھنے کا سوچ رہی ہے۔

(انٹرنیٹ)

ہمارے معاشرے میں تقویٰ کا مسخ شدہ تصور عام ہو چکا ہے

تحریر : میم سین

جب آپ یہ مضمون پڑھ رہے ہونگے تو ممکن ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ گذر چکا ہو تاہم اس کے اثرات تو یقیناً باقی ہونگے۔ قرآن حکیم نے روزہ کا مقصد تقویٰ کو قرار دیا ہے' لہٰذا فرمایا: "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو" اور صرف روزہ ہی کیا اسلام میں ہر عبادت کا مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ قربانی کا خون اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں پہنچتا بلکہ قربانی کرنے والے کا تقویٰ پہنچتا ہے۔ حج کیلئے زادِ سفر ضروری ہے اور بہترین زادِ سفر تقویٰ ہے' علیٰ ھذا القیاس۔ ایک تو تقویٰ وہ ہے جو بہت معروف ہے یعنی جس کی تعریف حضرت اُبی بن کعبؓ نے بیان فرمائی۔ لیکن ضروری ہے کہ حضورؐ کا وہ ارشاد ذہن میں رہے جس میں آپؐ نے اپنے قلب مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ تقویٰ کا مقام یہ ہے۔ حضورؐ کے ارشادِ گرامی کے ذہنوں میں مستحضر نہ رہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ تقویٰ کے مظاہر مثلاً داڑھی' لمبے کرتے' اونچی شلواروں اور تسبیحات کو ہی تقویٰ سمجھ بیٹھے ہیں۔ لیکن تقویٰ کا ایک نہایت بگڑا ہوا بلکہ مسخ شدہ تصور آج ہمارے معاشرے میں عام ہو چکا ہے کہ معاش میں حرام کی آمیزش پر کوئی تشویش نہیں ہوتی لیکن بعض بہت چھوٹے چھوٹے دینی معاملات میں بہت حساس ہوتے ہیں۔ اس بگڑے ہوئے تقویٰ کا مظاہرہ آپ کو اکثر معاشرے میں نظر آئے گا۔ میں اپنے تجربہ کی بنیاد پر صرف ایک شعبہ کا ذکر کروں گا۔ ہمارے معاشرے میں ایسے کاروباری حضرات بھی ہیں جو دوائیں امپورٹ کرتے ہیں۔ اس کیلئے انہیں ایک لائسنس حکومت سے حاصل کرنا پڑتا ہے' اس کی فیس تو بہت معمولی ہوتی ہے جو سینکڑوں کی رقم میں ہی ہوتی ہے لیکن اس کے حصول کیلئے نذرانہ ہزاروں میں دینا پڑتا ہے۔ بینک میں ایل سی کھولنے کی لئے امپورٹ لائسنس لینا پڑتا ہے۔ وہاں بھی اگر بروقت نذرانہ نہ دیا جائے تو objections کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایل سی فوری کھولنی ہو تو لائسنس دفتر میں بھی پہنچایا جاتا ہے جس کے نذرانے کی شرح متعین مدت کے مطابق ہوتی ہے۔ جتنا جلد لائسنس حاصل کرنا ہو اتنی ہی شرح اونچی ہو گی۔ چلئے آپ نے ایل سی بھی کھول لی۔ گو کہ یہ بھی اتنا آسان نہیں ہوتا' بڑے صبر آزما مرحلوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ مال کے آنے پر ڈرگ کنٹرولر سے تو انجکشن سرٹیفکیٹ لینا ہوتا ہے۔ وہاں بھی per consignment نذرانہ طے ہے جو فیس کے علاوہ ہے۔ آپ نے اپنے پرنسپل کو پیغام بھیجنا ہے' فیکس کریں یا ٹیلکس۔ اگر بدقسمتی سے یہ سہولت آپکے دفتر میں نہ ہو تو آپ کو Telegraph آفس میں رجسٹری فیس دیکر رجسٹریشن کروانی پڑتی ہے۔ اس کے باوجود ہر فیکس اور ٹیلکس پر نذرانہ پیش کرنا پڑتا ہے ورنہ فیکس آپ کو بروقت نہیں ملے گا اور تین منٹ کا ٹیلکس پانچ سے دس منٹ کا بھی بن سکتا ہے۔ مال آگیا' بندرگاہ سے clear کروانے کا مرحلہ ہے۔ کسٹم والوں سے تو آپ واقف ہی ہیں' کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ حد تو یہ ہے کہ نذرانے کے بغیر sample کے طور پر آئی ہوئی ادویات بھی آپ حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کاروبار کو چلانے والوں کا جائزہ لیا جائے تو ان میں اچھی خاصی تعداد ان لوگوں کی ہو گی جو دیندار کہلاتے ہیں۔ ارکان اسلام تو فرض ہی ہیں' صدقات نافلہ کی ادائیگی کیلئے بھی بے چین نظر آئیں گے۔ لیکن جب آپ ان سے سوال کریں کہ بھائی ایسا کاروبار کیوں کرتے ہو جس میں قدم قدم پر رشوت دینی پڑتی ہے تو جواب ملے گا۔ بھائی سمجھا کریں یہ رشوت نہیں یہ تو چائے پانی کا خرچ ہے۔ حتیٰ کہ ٹیلیفون کا سیٹ دفتر میں لگانے والے لائن مین کو بھی نذرانہ دے کر کہتے ہیں کہ یہ تو رشوت نہیں سروس چارج ہیں۔ کاروبار کرنا ہے تو یہ سب تو کرنا ہی پڑتا ہے۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے ورنہ اگر آپ معاشرے پر نظر ڈالیں تو تقویٰ کے بگڑے ہوئے تصور کی ایسی بے شمار مثالیں مل جائیں گی۔

اب اس تناظر میں ہم ذرا اپنا جائزہ لیں' ہمارا کیا حال ہے۔ اگر ہم بارات میں شرکت کے بارے میں لڑکی والوں کے گھر کھانے کے بارے میں تو بڑے حساس ہوں' لیکن فجر کی باجماعت نمازوں سے مسلسل غفلت ہو' گھر میں شرعی پردے پر تو بہت زور ہو لیکن نامحرم خواتین رشتے داروں کے سامنے آنے پر ہماری غیرت نہ جاگے یہ سمجھ کر کہ پردہ تو خواتین پر فرض ہے' مردوں پر نہیں تو ہمارا شمار کس زمرے میں ہو گا۔

اب آیئے ہم غور کریں کہ روزوں کے نتیجہ میں کس قسم کا تقویٰ مطلوب ہے' اگر یہ بات ہمارے ذہن میں رہے کہ مذکورہ آیت غزوۂ بدر سے قبل نازل ہوئی اور قرآن سے ہمارا اتنا شغف ہو کہ ہم سمجھ سکیں کہ روزے کے احکام کے بارے میں رکوع کے بعد ہی اگلے رکوع میں قتال فی سبیل اللہ کی بات ہوئی ہے' اگر ہمیں علم ہو کہ سورۃ البقرہ کی وہ آیت بھی اسی زمانے میں نازل ہوئی ہے جس میں مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ انہیں خوف' بھوک' جان و مال کے نقصان اور ثمرات سے محرومی کے ذریعہ آزمایا جائے گا تو ہم بہ آسانی سمجھ سکتے ہیں کہ روزہ سے کون سا تقویٰ مطلوب ہے۔ مسلح تصادم کے لئے ایک ایسی جمعیت کی تیاری' جو اللہ کی راہ میں باطل کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکے تاکہ اللہ کا دین غالب ہو۔ ہمیں بھی اللہ کے دین کے غلبہ کی جدوجہد کرنی ہے تو اپنے اندر ایسا ہی تقویٰ پیدا کرنا ہو گا۔ پس "یہ کیوں قرآن پر تدبر نہیں کرتے کیا ان کے قلوب پر تالے پڑ چکے ہیں۔"

جامعہ منظور الاسلامیہ رجسٹرڈ لاہور چھاؤنی
پاکستان میں
دینی تعلیم ...
صدقہ جاریہ ہے
جامعہ کے تعلیمی رفاہی شعبہ جات حفظ قرآن۔ ناظرہ۔ تجوید و قراءت درس نظامی بمعہ بی۔ اے فری ڈسپنسری۔ فری ایمبولینس سروس دینی لائبریری اور ادارہ 645 دینی طلباء کی تمام تعلیمی و دیگر ضروریات پوری کرتا ہے جس کے لیے ادارہ آپ کے عطیات، صدقات، زکوٰۃ و فطرانہ کا بہترین مستحق ہے دینی و عصری علوم کے سلسلے کو آگے بڑھانے کیلئے جامعہ کی مالی سرپرستی فرمائیں اکاؤنٹ نمبر 9-625 مسلم کمرشل بنک ... لاہور پاکستان
مولانا محمد سیف اللہ خالد نقشبندی مجددی صدر و مہتمم۔ شاہد منظور جنرل سیکرٹری
جامعہ منظور الاسلامیہ عید گاہ صدر لاہور کینٹ پاکستان۔
فون نمبر 6673786-6674786 فیکس نمبر 374786

نمازِ عید الفطر

مسجد دار السلام باغ جناح لاہور میں عید الفطر کی نماز ساڑھے آٹھ بجے ادا کی جائے گی اِن شاء اللہ۔ ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ امامت و خطابت کے فرائض ادا فرمائیں گے۔ خواتین کے لئے علیحدہ باپردہ انتظام ہو گا۔

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے تحت ماہانہ شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی حلقہ شرقی کے زیر انتظام ماہانہ شب بسری پروگرام ۱۲/دسمبر ہفتہ بعد نماز عشاء مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو' لاہور میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں لاہور وسطی' لاہور شمالی' لاہور غربی اور لاہور کینٹ سے تقریباً ۶۰ رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز محمد مبشر کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے یاددہانی کرائی کہ دنیا میں مال اور اولاد انسان کے لئے آزمائش کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا ہمیں حسب استطاعت اللہ کی بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس جدوجہد میں مال اور اولاد کے تقاضوں کو رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہئے۔ تنظیم اسلامی لاہور کینٹ کے امیر محمد اشرف وصی نے "ہمارا دین ہم سے کیا چاہتا ہے" کے موضوع پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا دین اسلام ہے اور اسلام کے لفظی معنی ہیں رضامندی اور خوشدلی سے اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینا۔ اصطلاح میں جب ایک انسان طبیعت کی آمادگی کے ساتھ اس کائنات کے خالق و مالک کے سامنے سر تسلیم خم کر دے تو اسے مسلمان کہتے ہیں۔ اس طرح ایک انسان انفرادی حیثیت میں اللہ کی فرمانبرداری اختیار کر کے اللہ کی رضا اور اُخروی فلاح حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں باطل نظام کے غلبہ کی وجہ سے غیر اسلامی ماحول رواج پا چکا ہے۔ اب ہر باشعور مسلمان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دین اسلام کے تقاضوں کا علم حاصل کر کے اپنی ذات میں حتی الامکان ان پر عمل کرے اور اس کی دعوت دوسروں کو بھی دے۔ اس طرح معتدبہ تعداد پر مشتمل ایک منظم اجتماعیت وجود میں لانے کی کوشش کی جائے جو باطل نظام کو بدل کر اسلامی نظام قائم کر سکے اور یہی دعوت تنظیم اسلامی کی ہے۔ جو ساتھی تنظیم اسلامی سے عملاً وابستگی اختیار کر لیں وہ اپنے آپ کو سمع و طاعت کا پابند بنائیں اور جو تقاضا بھی نظم کی طرف سے ہو اسے پورا کرنے کی کوشش کریں۔

تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شرقی کے ناظم جناب عبدالرزاق نے ماہانہ شب بسری پروگرام کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ ہمارے معاشرے میں باطل نظریات کی تشہیر اور غیر اسلامی ماحول غالب ہے جس سے ہر مسلمان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ کچھ وقت درس قرآن و حدیث اور مطالعہ سیرت صحابہؓ کی مجالس میں صرف ہو تاکہ ان منفی اثرات کا تدارک ہو سکے۔ انہوں نے کہا کہ رفقاء کو قرآن مجید کی سورتیں سمجھ کر حفظ کرنی چاہئیں اور ان پر غور و فکر کرنا چاہئے۔ ہم دعائیں اکثر عدم توجہی سے کرتے ہیں جبکہ نبی اکرمؐ کی مسنون دعاؤں کے ذریعہ اللہ سے مناجات کرنا چاہئیں۔ ذاتی کمی اور کوتاہی کی اصلاح کے لئے خصوصی دعا اور کوشش کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ رمضان المبارک میں لوگوں کے مذہب کی طرف رجحان سے فائدہ اٹھا کر ان سے ذاتی رابطہ کر کے انہیں دین کی دعوت پہنچانی چاہئے۔

اس کے بعد آدھ گھنٹہ کے لئے چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد تنظیم اسلامی لاہور غربی کے رفیق ڈاکٹر اقبال حسین نے درس حدیث دیتے ہوئے کہا کہ مسلمان جب آپس میں ملیں یا جدا ہوں تو ایک دوسرے کو سلام کریں جو کہ اللہ تعالیٰ سے ایک دوسرے کے لئے سلامتی کی دعا ہے۔ سلام کے آداب بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سلام میں پہل کرنا اللہ کے نزدیک محبوب عمل ہے۔ سلام کے لئے پورے الفاظ یعنی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے۔ سلام کہنا سنت جبکہ جواب دینا واجب ہے۔ تھوڑے لوگ زیادہ کو سلام کریں اور چھوٹا بڑے کو۔ کھڑا شخص بیٹھے کو اور سوار پیدل کو سلام کرے۔ گھر سے نکلنے اور داخل ہونے پر سلام کرے۔ سلام کی برکات بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال حسین نے کہا کہ سلام میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہو جاتا ہے۔ سلام کرنے سے مساوات کے جذبات ابھرتے ہیں' بیگانگی ختم ہو کر اپنائیت پیدا ہوتی ہے' عزت اور تکریم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ تنظیم اسلامی لاہور شمالی کے سینئر رفیق طارق جاوید نے "سیرت صحابہؓ" کے موضوع پر جناب طالب ہاشمی کی کتاب نبی اکرمؐ کے پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف صحابہؓ کے غلبہ دین کی جدوجہد میں پیش آنے والے سبق آموز واقعات پڑھ کر سنائے۔ انہوں نے تہجد کے وقت قیام اور انفرادی ذکر و دعا کی فضیلت اور اہمیت یاد دلاتے ہوئے حاضرین کو رات کے آخری پہر اٹھنے کے لئے ترغیب و تشویق دلائی۔

صبح ۴ بجے نماز تہجد' تلاوت اور اذکار مسنونہ کے لئے رفقاء کو بیدار کیا گیا۔ نماز فجر کے بعد تنظیم اسلامی لاہور شمالی کے امیر اقبال حسین نے درس قرآن دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک بندۂ مسلمان کا نصب العین اللہ کی رضا اور اُخروی نجات ہونا چاہئے۔ کسی تنظیم یا جماعت سے وابستگی اخروی نجات کی ضمانت نہیں بلکہ ہر انسان کا انفرادی سیرت و کردار اور غلبہ دین کے لئے جان اور مال کا انفاق خلوص کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے ترغیب دلائی کہ رفقاء منتخب نصاب کو سمجھ کر حفظ کریں اور فرض نمازوں کے علاوہ بقیہ نمازوں میں اس کی تلاوت کیا کریں۔

(رپورٹ : تجمل حسن میرا)

اسرہ ہاتھیان کا قیام

مردان ڈویژن کے علاقہ ہاتھیان اور گردونواح میں منفرد رفقا کو ایک نظم میں مربوط کرنے کی غرض سے رفقا کے ایک خصوصی اجتماع میں مورخہ ۱۸/دسمبر ۹۸ء کو اسرہ ہاتھیان کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اجتماع میں ذیلی حلقہ پشاور و مردان کے ناظم جناب ڈاکٹر اقبال صافی اور ناظم بیت المال حلقہ سرحد محترم اشفاق احمد بھی شریک تھے۔ راقم نے رفقاء کے سامنے تنظیم اسلامی کے اغراض و مقاصد اور تنظیم سازی کے لئے اسرہ کی اہمیت کو اجاگر کیا' بعد ازاں رفقاء کے مشورے سے حاجی محمد رسان کو نقیب اسرہ کی ذمہ داری سونپی گئی۔ حاجی رسان کی کوششوں سے ہاتھیان میں ایک دارالمطالعہ قائم ہو چکا ہے۔ جہاں رفیق تنظیم مولانا فضل اللہ درس قرآن دیتے ہیں۔ اور بذریعہ ویڈیو گرائمر کی کلاس باقاعدگی سے جاری ہے۔ (رپورٹ : میجر (ر) فتح محمد)

اسرہ باجوڑ خار کا دعوتی اجتماع

اقراء چلڈرن اکیڈمی باجوڑ خار کی دعوت پر اسرہ باجوڑ خار نے اپنا دعوتی پروگرام مورخہ ۱۳/دسمبر ۹۸ء کو مذکورہ اکیڈمی میں منعقد کیا۔ اس میں سکول کے اساتذہ اور طلبہ نے شرکت کی۔ راقم نے "فرائض دینی کا جامع تصور" بیان کیا۔ اس اجتماع میں اصلاح الدین' عنایت الرحمٰن' تاج محمد' بہرام خان' سید کریم اور مولوی شمس الحق' جو کہ اساتذہ ہیں' نے شرکت کی۔ محترم مولوی شمس الحق صاحب نے ہمارے فکر کی مکمل تائید کی۔ اسرہ باجوڑ خار کے رفقاء بھی پروگرام میں شریک ہوئے۔ (رپورٹ : گل محمود)

تصحیح

ندائے خلافت کے شمارہ نمبر ۴۹ میں شائع ہونے والی کراچی کے دورۂ ترجمہ قرآن کی تفصیلات میں ایک سہو ہو گیا تھا۔ نوٹ کر لیا جائے کہ تنظیم اسلامی کراچی ضلع جنوبی میں شجاع الدین شیخ صاحب کے مکان پر ہونے والے پروگرام کے مدرس محمد سمیع صاحب نہیں بلکہ خود صاحب خانہ یعنی شجاع الدین شیخ صاحب ہیں۔

Quatterly Journal of the Qur'an Academy
The Qur'anic Horizons
[redacted]
Price Per Issue: Rs. 30/- Annual Subscription: Rs. 106/-
Markazi Anjuman Khuddam-ul-Qur'an: 36-K, Model Town, Lahore-54700

ہمارا مطالبہ ہماری اپیل
دستورِ خلافت کی تکمیل

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 3
سالانہ زرِتعاون - /175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مقامِ اشاعت: 36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونین برائے تحریر
○ مرزا ایوب بیگ ○ [illegible] خان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

بقیہ: گوشۂ خلافت

حرم مکہ کی علامات مٹ رہی تھیں' آپ ﷜ نے نئے تعمیر کروائیں۔ خلافت راشدہ میں کعبہ پر معمولی قسم کے کپڑے کا غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ آپ ﷜ نے دیباو حریر سے آراستہ کیا ہوا غلاف چڑھانے کا بندوبست کیا۔

اصول حکمرانی

عدل و انصاف کے قیام اور رعایا کی داد رسی کا امیر معاویہ ﷜ کو اتنا اہتمام تھا کہ وہ دربار میں آنے سے پہلے روزانہ مسجد میں رعایا کی شکایتیں سنتے اور اسی وقت اس کے تدارک کا حکم دیتے۔ آپ ﷜ نے آزادی رائے پر کوئی پابندی عائد نہ کی تھی۔ مخالفین کی نکتہ چینی خندہ پیشانی سے سنتے اور تحمل سے جواب دیتے۔ عوام کی شکایت پر امراء کو معزول کر دیتے تھے۔ امیر معاویہ ﷜ نے اپنی سیاسی حکمت عملی کو ایک بار یوں بیان کیا۔ "جہاں میرا کوڑا کام دیتا ہے' وہاں تلوار کام میں نہیں لاتا۔ جہاں زبان سے کام چلتا ہو' وہاں کوڑا استعمال نہیں کرتا۔ اگر میرے اور لوگوں کے درمیان بال برابر بھی رشتہ قائم ہو تو میں اس کو نہیں توڑتا"۔ البتہ جہاں سختی کی ضرورت ہوتی وہاں بے دریغ سختی کرتے تھے۔

حضرت جابر ﷜ کا قول ہے کہ "میں نے حضرت معاویہ ﷜ سے بڑھ کر کسی کو حلیم اور بردبار نہیں پایا"۔ اسی طرح ابن عباس ﷜ کا مشہور قول ہے کہ "میں نے معاویہ ﷜ سے بڑھ کر سلطنت اور بادشاہت کا لائق کسی کو نہیں پایا"۔

بقیہ: منبر و محراب

ہے در حقیقت انسان اس روحانی وجود ہی کا نام ہے۔ البتہ اس روح کو انسانی جسم کے پنجرے میں بند کر دیا گیا۔ تاہم اس اصول کے مطابق کہ ہر شے اپنے اصل کی طرف لوٹنا چاہتی ہے' روح انسانی اپنے اصل یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کرنا چاہتی ہے جبکہ یہ خاکی جسم اپنے حیوانی تقاضوں کے باعث پستی یعنی زمین کی طرف لوٹنا چاہتا ہے جس کی وضاحت سورۃ التین میں آئی ہے ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ﴾ ان حقائق کی روشنی میں یہ بات مبرہن ہو جاتی ہے کہ جس نے اپنی اصل حقیقت یعنی اپنے باطن میں پوشیدہ روح ملکوتی کو پہچان لیا وہ اللہ کو بھی پہچان لے گا' یا جو اللہ کو پہچان لے وہ روح کو بھی پہچان سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ((من عرف نفسه فقد عرف ربه)) یعنی اگر انسان اپنی حقیقت کو پہچان لے تو اللہ کو بھی پہچان سکتا ہے اور اگر خود کو صرف حیوان ہی سمجھتا رہے تو اسے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ OO

ضرورت رشتہ

گریڈ 19 کے ایک گورنمنٹ آفیسر کو اپنی 22 سالہ گریجوایٹ' باپردہ' صوم و صلوٰۃ کی پابند بیٹی کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ رشتہ مطلوب ہے۔

رابطہ: م۔ط معرفت حافظ خالد محمود خضر
پوسٹ بکس 5166 ماڈل ٹاؤن لاہور

جمعہ ۱۵/ جنوری کو — قمری تقویم کے مطابق پاکستان کی عمر 53 برس ہو جائے گی!

- اِس عرصے میں ہم نے تنزل کی کتنی منزلیں طے کیں؟
- اور اب ہم کس انجامِ بد کی طرف بڑھ رہے ہیں؟
(جس کی جانب عالمی ذرائع ابلاغ بھی اشارے کرتے رہتے ہیں!)
- اور اگر اس سے نجات کا کوئی راستہ ہے تو کونسا؟

اِن شاء اللہ ——— اِن سوالات کا مفصل جواب

ڈاکٹر اسرار احمد

کل ۱۵/ جنوری کو باغِ جناح لاہور میں خطابِ جمعۃ الوداع میں دیں گے جو اس جمعہ کو ساڑھے بارہ بجے کی بجائے

ساڑھے گیارہ بجے شروع ہو گا!

نیز جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب لیلۃ القدر ہو گی جس میں پاکستان اپنی عمر کے 54 ویں سال میں داخل ہو جائے گا! چنانچہ اس رات جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' ماڈل ٹاؤن میں شب بیداری کے پروگرام میں ختم قرآن کے بعد ڈاکٹر صاحب جمعۃ الوداع کے خطاب سمیت دوسرے اُمور سے متعلق سوالات کے جواب بھی دیں گے۔ اور آخر میں حاضرین سے پاکستان کو ایک حقیقی فلاحی جمہوری اسلامی ریاست بنانے کی جدوجہد کے لئے تن من دھن وقف کرنے کا عہد لیں گے۔ "فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ ط اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ"